ردِّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا انوار اللہ خان حیدرآبادیؒ

احتسابِ قادیانیت

۲۱

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمدللّٰہ وکفٰی وسلام علٰے عبادہ الذین اصطفٰے اما بعد!

قارئین! لیجئے ''احتساب قادیانیت'' کی اکیسویں جلد پیش خدمت ہے۔ یہ جلد حضرت مولانا انوار اللہ خان حیدرآبادیؒ کی ردقادیانیت پر کتب کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ نزہۃ الخواطر نامی کتاب کئی جلدوں پر مشتمل حضرت مولانا سید عبدالحیٔؒ نے عربی میں تالیف کی تھی۔

جو سنین کی ترتیب سے پہلی صدی سے چودہ صدیوں تک برصغیر کے علماء کے جستہ جستہ حالات پر مشتمل ہے۔ اس کی بعض جلدوں کا اردو میں بھی ترجمہ ہوا۔ نزہۃ الخواطر کی آٹھویں جلد کا ترجمہ مولانا انوار الحق قاسمی نے کیا اور اس کا نام رکھا۔ ''چودھویں صدی کے علماء برصغیر'' اس میں مولانا انوار اللہ خان حیدرآبادیؒ ہمارے ممدوح کے حالات یہ درج ہیں۔

''محترم فاضل علامہ انوار اللہ بن شجاع الدین بن قاضی سراج الدین عمری حنفی حیدرآبادی، مشہور علماء میں سے تھے۔ ۴؍رجمادی الثانی ۱۲۶۴ھ قندھار میں پیدا ہوئے۔ جو کہ ارض دکن کے ناندیڑ علاقہ کی ایک بڑی آبادی تھی۔ اس بستی میں رہ کر قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے علاقہ کے اساتذہ کرام کے علاوہ شیخ عبدالحلیم انصاری لکھنویؒ سے درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر ان کے صاحبزادہ شیخ عبدالحیٔ لکھنویؒ سے حیدرآباد شہر میں تالع رہے۔ علم تفسیر شیخ عبداللہ یمنیؒ سے پڑھی اور تصوف وسلوک میں ان کے والد سے حصول سبق کے بعد اجازت حاصل کی اور دوسرے بہت سے علوم وفنون میں عالم بنے اور حکومت سے وظیفہ حاصل کیا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اسے قلیل سمجھا۔ ۱۲۹۴ھ میں حج کو روانہ ہوگئے اور شیخ کبیر الحاج امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے ملاقات کی اور ان سے بیعت حاصل کی اور آخر میں اجازت حاصل کر لی۔ ۱۲۹۵ھ میں صاحب دکن کے خاص استاد بنائے گئے۔ جن کا نام محبوب علی خانؒ جو چھٹے نظام تھے، ۱۳۰۱ھ میں خان بہادر کا لقب دیا گیا تھا۔ دوسری مرتبہ حج مبارک ادا کیا اور ۱۳۰۵ھ میں تیسری بار حج ادا کیا۔ پھر مدینہ منورہ میں تین سال تک اقامت کی ۱۳۰۸ھ میں حیدرآباد واپس لوٹ آئے اور ولی عہد امیر عثمان علی خانؒ کے معلم مقرر کئے گئے۔ صاحب دکن امیر محبوب علی خانؒ کا ۱۳۲۹ھ میں انتقال ہوا اور امیر عثمان علی

خانؒ ساتویں نظام بنائے گئے تو انہوں نے مولانا کو صدارت اور احتساب کا عہدہ بخشا اور یہ واقعہ ۱۳۳۰ھ کا ہے۔ ۱۳۳۲ھ میں وزارت اوقاف کا بھی عہدہ بخشا، اوران کا لقب نواب فضیلت جنگ رکھا گیا۔ اس طرح انہیں بڑی وجاہت اور مسائل شرعیہ اور امور دینیہ میں پورا پورا اختیار مل گیا اور بہت سی اصلاحات قائم کیں۔ جن سے اپنے ملک اوراس کے باشندوں کو بڑا فائدہ پہنچایا۔ یہ اپنے زمانہ کے تمام عقلی اور نقلی علوم میں تنہا مالک بن گئے۔ بہت عبادت گذار اور ہمیشہ ہی پڑھانے اور ذکر واذکار اور کتابوں کے مطالعہ اور تصنیف میں مشغول رہتے۔ بدعتوں اور خواہشمندوں کے بڑے سخت مخالف تھے۔ ۱۲۹۲ھ میں حیدرآباد شہر میں انہوں نے ایک نظامیہ مدرسہ کی بنیاد رکھی اور تالیف وتصنیف کے علم میں اشاعۃ العلوم کے نام سے ایک علمی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ آپ لانبے قد اور مونڈھوں اور سینوں کے چوڑے مضبوط اور قوی مردوں میں سے تھے۔ رنگ کے سپید لیکن سرخی مائل۔ بڑی آنکھوں اور گھنی ڈاڑھی والے، اپنے کھانے اور لباس کے معاملہ میں کم تکلف کرتے، آخر زندگی تک بدنی ریاضت میں پابندی کرنے والے تھے۔ اپنی آمدنی مال وتنخواہ کے بارے میں بہت پرہیز گار، بہت ہی بردبار اور تواضع کے مالک تھے۔ بیماروں کی عیادت کرتے اور جنازوں میں حاضر ہوتے۔ بہت ہی انعام ونیکی کرنے والے، نہ تو اپنا مال جمع رکھتے اور نہ ہی اس کا اہتمام کرتے، زبان کے بڑے پاکیزہ، بری اور خراب باتوں سے بہت دور تھے۔ فتوحات مکیہ کو مغرب سے نصف شب تک روزانہ پڑھا کرتے۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے بڑے معتقدین میں سے تھے۔ اپنی آخری زندگی میں علمی اشغال میں اپنی ساری رات گذارتے، نماز فجر کے بعد کافی دن چڑھے تک سوتے، نادر کتابوں کے جمع کرنے کے بڑے شوقین تھے۔ تصنیفات: (۱)...... افادۃ الافہام (۲)...... کتاب العقل (۳)...... حقیقۃ الفقہ (۴)...... انوار احمدی (۵)...... مقاصد اسلام۔ یہ تمام کتابیں اردو میں تھیں۔ اس کے علاوہ دوسری تالیفات تھیں۔ آپ کا انتقال ۱۳۳۶ھ جمادی الثانی میں ہوا۔ مدرسہ نظامیہ جن کی خود بنیاد رکھی تھی اس میں دفن کیے گئے۔" (چودھویں صدی کے علماء برصغیر ص۱۴۲ تا ۱۴۴)

حضرت مولانا انواراللہ خان حیدرآبادیؒ کی کتاب افادۃ الافہام دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ردقادیانیت پر ہے۔ مرزا قادیانی ملعون کی کتاب ازالہ اوہام کے جواب میں مرزا قادیانی کی زندگی میں یہ لکھی گئی۔

ہر چند کہ مولانا سید عبدالحیٰ صاحب نے نزہۃ الخواطر میں مصنف مرحوم کی کتاب ''انوارالحق'' کا تذکرہ نہیں کیا۔لیکن یہ کتاب بھی مرزا قادیانی کے قادیانی مرید حسن علی کے مطبوعہ لیکچر کے جواب میں تحریر کی گئی۔

مرزا قادیانی ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ر ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو فی النار والسقر ہوا۔ جب کہ افادۃ الافہام باردوم ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوئی۔آج سے اٹھارہ سال قبل ۱۹۹۰ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک کتاب ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگذشت'' شائع کی تھی۔ اس میں کتاب افادۃ الافہام کا تعارف شائع کیا گیا تھا۔جو یہ ہے۔

''نام: افادۃ الافہام (۲ جلد) مصنف: مولانا محمد انوار اللہ خاں

صفحات: ۳۷ سن اشاعت: ۱۳۲۵ھ (اردو)

مرزا قادیانی کی ایک کتاب کا نام ازالہ اوہام ہے۔لیکن حقیقت میں اوہام باطلہ کا بدترین مرقع وخزانہ ہے۔امت محمدیہؐ کے متعدد حضرات نے اس کا جواب لکھا۔قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے غایۃ المرام وتائید الاسلام، قاضی فضل احمدؒ نے کلمہ فضل رحمانی اور مولانا محمد انوار اللہ خانؒ نے افادۃ الافہام لکھی۔افادۃ الافہام کی بڑے سائز کی دو جلدیں ہیں۔پہلی جلد ۳۷۶ صفحات اور دوسری جلد ۳۶۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔جلد دوم کے آخر میں سن تصنیف اس شعر سے لیا گیا ہے۔

اہل حق کو ہے مژدہ جان بخش
قادیانی کا رد خوش اسلوب
ہے معلّٰی یہ اس کا سال طبع
ہوئی تردید اہل باطل خوب (۱۳۲۵ھ)

ردقادیانیت پر کام کرنے والے حضرات دونوں جلدوں کے صرف انڈکس ہی پڑھ لیں تو بھڑک اٹھیں گے کہ شاید ہی مرزائیت کا پھیلایا ہوا کوئی ایسا ''وہم'' ہو جس کا اس کتاب میں جواب موجود نہ ہو۔مرزا قادیانی کے اوہام باطلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔جگہ جگہ مرزا قادیانی کو اس کی اپنی تحریروں کی زنجیر میں جکڑا گیا ہے۔تحریر میں کہیں تلخی نام کی کوئی چیز آپ کو نہ ملے گی۔دلائل گرم، الفاظ نرم کا حسین وجمیل مرقع ہے۔اللہ رب العزت کی کروڑوں رحمتیں ہوں مصنف مرحوم پر جنہوں نے مرزا قادیانی کو چاروں شانوں چت کیا ہے۔

مصنف موصوف صوبہ جات دکن کے مذہبی امور کے صدرالصدور (چیف جسٹس) جہاندیدہ عالم دین، دینی، دنیوی علوم کے حامل تھے۔ مرزا قادیانی کی تردید میں قدرت کا عطیہ تھے۔ کتاب کو لکھے ہوئے ایک صدی بیتنے کو ہے۔ اس کے بعد اس عنوان پر کئی کتابیں لکھی گئیں۔ مگر یہ حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔" (قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت ص۸۰)

غرض احتساب قادیانیت کی اکیسویں جلد (جلد ہذا) میں مولانا انواراللہ خان حیدرآبادیؒ کی یہ تین کتابیں شامل اشاعت ہیں۔

۱...... افادۃ الافہام حصہ اول

۲...... // // حصہ دوم

۳...... انوارالحق

اس کے علاوہ مفاتیح الاعلام بھی ایک کتاب ہے۔ یہ مستقل تصنیف نہیں۔ بلکہ افادۃ الافہام کی فہرست کو جو پہلے ایڈیشن میں کتاب کے ساتھ شائع ہوئی علیحدہ مفاتیح الاعلام کے نام سے شائع کیا گیا۔ ہمارے پیش نظر چونکہ صرف نایاب کتابوں کو محفوظ کرنا ہے۔ فہرستوں کی ترتیب آنے والی نسلوں میں سے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے اس کے لئے یہ کام چھوڑ رکھا ہے۔ اس لئے مفاتیح الاعلام کو شامل نہیں کیا۔

برا ہو جہالت مآبی کا کہ بعض لوگوں نے "ہدیہ عثمانیہ وصحیفہ انواریہ" کو بھی مولانا انوراللہ خانؒ کی تصانیف میں شامل کرلیا۔ حالانکہ یہ کتاب حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کی ہے جو احتساب قادیانیت میں مولانا مونگیریؒ کے دیگر مجموعہ کتب کے ساتھ ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کرچکے ہیں۔ افادۃ الافہام کی طبع دوم ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ اب طبع سوم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ میں ہو رہی ہے۔ ایک سو چار سال بعد اس کتاب کی اشاعت پر ہمارے دل کسی خوشی سے معمور ہوں گے اور اس پر ہمیں کس طرح اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہئے امید ہے کہ قارئین اس کا احساس فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

محتاج دعا: فقیر! اللہ وسایا یکم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ (۱۱ جنوری ۲۰۰۸ء)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

افادة الافهام

حصہ اوّل

حضرت مولانا انوار اللہ خانؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین!

اما بعد! مسلمانوں کا خیر خواہ محمد انوار اللہ ابن مولانا مولوی حافظ ابو محمد شجاع الدین صاحب قندھاری دکنی اہل اسلام کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ یہ امر پوشیدہ نہیں کہ جب تک آنحضرت ﷺ اس عالم میں تشریف فرما تھے۔ فیضان صحبت اور غلبۂ روحانیت کی وجہ سے تمام اہل اسلام عقائد دینیہ میں خودرائی سے مبرّا اور خودغرضی سے معرّا تھے اور اطاعت وانقیاد کا مادہ ان میں ایسا متمکن اور راسخ تھا کہ مخالفت خدا اور رسول کے خیال کا بھی وہاں گذر نہ تھا۔ پھر جب حضرتؐ بعد تکمیل دین تشریف فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔ بعض طبائع میں بمقتضائے جبلت خودسری کا خیال پیدا ہوا اور عقل خود پسند پر جو قوت ایمانی کا دباؤ تھا کم ہونے لگا اور دوسرے اقوام کے علوم اپنے سبز باغ مسلمانوں کو دکھلانے لگے اور ادھر امتداد زمانے کی وجہ سے خلافت نبوت کی قوت میں بھی کسی قدر ضعف آ گیا۔ جس سے وحدت قہری کا شیرازہ بکھر گیا۔ غرض اس قسم کے اسباب سے جدت پسند طبائع نے مخالفت کی بنیاد ڈالی۔ کسی نے اہل حق پر عدم تدیّن کا الزام لگا کر کمال تقویٰ کی راہ اختیار کی جو صرف نمائش تھی اور درحقیقت وہ کمال درجے کا فسق تھا۔ جیسے خوارج کہ جنگ باہمی وغیرہ شبہات کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جملہ صحابہ کی تکفیر کر کے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو گئے اور بعضوں نے امامت کے مسئلہ پر زور دے کر اس جماعت سے مخالفت کی۔ جس سے اور ایک جدا فریق قائم ہو گیا۔ کسی نے مسئلہ تنزیہ میں وہ غلو کیا کہ صفات الٰہیہ کا انکار ہی کر دیا اور اس جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے ایک فرقہ بنام معتزلہ اپنے ساتھ کر لیا۔ بعضوں نے مسئلہ جبر وقدر میں افراط وتفریط کر کے دو فرقے اس جماعت سے علیحدہ بنا لئے۔

الغرض اس جماعت حقہ سے بہت سے لوگ علیحدہ ہو کر جداگانہ اسماء کے ساتھ موسوم ہوتے گئے۔ پھر جو جو فرقے علیحدہ ہوتے گئے عقل سے کام لے کر نئے نئے مسائل تراشتے اور ان کو اپنا مذہب قرار دیتے گئے۔ جس کی وجہ سے بکثرت مذاہب ہو گئے۔ لیکن ان تمام انقلابات

کے وقت وہ جماعت کثیرہ جو ابتدائے اسلام سے قائم ہوئی تھی انہیں اعتقادات پر قائم رہی۔ جو ان کو وارثتہً آباؤ اجداد سے پہنچے تھے۔ انہوں نے عقل کو نقل کے تابع کر کے قرآن و حدیث کو اپنا مقتدا بنا رکھا اور تمام اعتقادات میں قدم بقدم صحابہؓ کی پیروی کرتے رہے۔

یہ جماعت وہی ہے جو اہل سنت و جماعت کے نام سے اب تک مشہور ہے اور جہاں آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے تفرقے کا ذکر فرمایا۔ وہاں اس جماعت کو اس خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ یاد کیا کہ ہر شخص کو اس میں شریک ہونے کی آرزو ہوتی ہے۔ مگر صرف آرزو سے کیا ہوگا۔ وہاں تو یہ شرط لگی ہوئی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کے طریقے پر رہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ ''عن عبداللّٰہ بن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللّٰہ قال ما انا علیہ واصحابی (رواہ الترمذی وفی روایۃ احمدو ابی داؤد عن معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار واحدۃ فی الجنۃ کذافی المشکوٰۃ ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)''

یوں تو ہر مذہب والے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم بھی صحابہؓ کے پیرو ہیں اور احادیث ہمارے ہاں بھی موجود ہیں۔ مگر تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ سوائے اہل سنت و جماعت کے یہ بات کسی کو حاصل نہیں۔ فن رجال کی صدہا کتابیں موجود ہیں جن سے ظاہر ہے کہ علمائے اہل سنت نے جرح وتعدیل رواۃ اور تحقیق احادیث وآثار صحابہ میں کس قدر جانفشانیاں کیں۔ جن کی وجہ سے کسی مفتری بے دین کی بات کو فروغ ہونے نہ پایا اور احادیث وآثار ان کی سعی سے اب تک محفوظ رہے۔ اس امر کا اہتمام جس قدر علمائے اہل سنت و جماعت نے کیا ہے اس کی نظیر نہ امم سابقہ میں مل سکتی ہے نہ کسی دوسرے مذہب میں یہ اہتمام اور خاص توجہ بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ سوائے اہل سنت و جماعت کے کوئی مذہب ناجی اور مصداق اس حدیث کا نہیں ہوسکتا۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اہل سنت و جماعت کے سوا گو تمام فرق اسلامیہ نے مسائل اعتقادیہ میں عقل کو دخل دے کر بہت سے نصوص میں اس قدر تاویلیں کیں کہ ان کو بیکار ٹھہرا دیا۔ مگر ان میں کسی مقتدائے مذہب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ سب اپنے آپ کو صرف امتی آنحضرت ﷺ کے کہتے رہے۔ اسی وجہ سے کل مذاہب حضرتؐ ہی کی امت میں شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرتؐ نے بھی امتی کا لفظ ان کی نسبت فرمادیا ہے۔ بخلاف ان

کے بعض لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے کہ ان کی غرض صرف مقتدا بننے کی رہی ہر چند آنحضرت ﷺ کی نبوت کو بھی تسلیم کرتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ اپنی نبوت کو بھی لگا دیا کرتے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب وغیرہ باوجود یہ کہ حضرتؐ کی نبوت کے قائل تھے۔ جیسا کہ کتب احادیث وتواریخ سے ظاہر ہے مگر خود بھی نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور چونکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اس وجہ سے وہ کذاب کے نام سے موسوم ہوئے اور صحابہؓ وغیرہم نے ان سے جہاد کر کے ان کو مخذول کیا اور ان کا یہ دعویٰ کہ ہم نبی ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں۔ کچھ مفید نہیں ہوا۔ جب اس قسم کے لوگوں کی ابتداء حضرتؐ ہی کے زمانے سے ہو چکی تو پھر کیونکر ہوسکتا تھا کہ وہ سلسلہ منقطع ہو۔ اس لئے کہ جوں جوں حضرتؐ کے زمانے میں دوری ہوتی ہے۔ خرابیاں اور بڑھتی جاتی ہیں۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس لئے حضرتؐ نے پہلے ہی فرمادیا کہ قیامت تک اس نبوت کاذبہ کا سلسلہ جاری رہے گا اور اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو لوگ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ فی الحقیقت وہ دجال جھوٹے ہیں ان کو نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ (بخاری شریف ج۱ص۵۰۹، باب علامات النبوۃ فی الاسلام) کی اس روایت سے ظاہر ہے۔ ''عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلهم یزعم انه رسول الله'' اس سے ظاہر ہے کہ ان تیس دجالوں کے امتی آنحضرت ﷺ کے امتی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ دجالوں کا امتی ہونا قرین قیاس نہیں۔ پھر جب ان کے نبی، حضرتؐ کے امتی نہ ہوں تو ان کے امتی، حضرتؐ کے امتی کیونکر ہوسکیں۔

غرض جو مذہب نیا نکلتا ہے اس میں داخل ہونے کے وقت نبی ﷺ کے امتیوں کو اتنا تو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ بہتر (۷۲) مذہب سے خارج نہ ہوں۔ جن پر حضرت کے امتی ہونے کا اطلاق کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ مذاہب گوناریہ ہوں۔ مگر مخلد فی النار نہیں اور جو ان سے بھی خارج ہو اس میں داخل ہونا تو ابدالآباد کے لئے اپنی تباہی اور ہلاکت کا سامان کرنا ہے۔

اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ جب کوئی نیا مذہب نکلتا ہے تو لوگ اس کی طرف فقط مائل ہی نہیں بلکہ صدق دل سے اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو تھوڑی مدت میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی فراہم ہوگئے اور اس خوش اعتقادی کے ساتھ کہ جان دینے پر مستعد، چنانچہ لڑائیوں میں بہت سے مارے بھی گئے۔ حالانکہ سوائے

طلاقت لسانی کے جو کچھ فقرے گھڑ لیتا تھا کوئی دلیل نبوت کی اس کے نزدیک نہ تھی۔ بلکہ معجزے کے غرض سے جو کچھ کرتا اس کا خلاف ظہور میں آتا۔ مگر وہ کور باطن اس کا کلمہ پڑھتے اور باوجود یہ کہ آنحضرت ﷺ کے ہزارہا معجزات اظہر من الشمس تھے۔ مگر ان کے اعتقادوں کو کوئی جنبش نہ ہوتی۔ اسی طرح اب تک یہی کیفیت دیکھی جاتی ہے کہ نئی بات اور نئے مذہب کی طرف طبیعتیں بہت مائل ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ بھی ایک نیا مذہب نکلا ہے۔ جس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ایجاد کیا ہے اور لوگ اس کی طرف مائل ہوئے جاتے ہیں۔

ایک زمانے تک مرزا قادیانی کی نسبت مختلف افواہیں سنی گئیں کوئی کہتا تھا کہ ان کو مجددیت کا دعویٰ ہے کوئی کہتا تھا کہ مہدویت کا بھی دعویٰ ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ عیسیٰ موعود بھی اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ ان پریشان خبروں سے طبیعت کو کسی قدر پریشانی تو تھی۔ مگر اس وجہ سے کہ آخری زمانے کا مقتضیٰ یہی ہے کہ اس قسم کی نئی نئی باتیں پیدا ہوں طبیعت اس کی تحقیق کی طرف مائل نہ تھی۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے بطور ابلاغ پیام ایک اشتہار مجھ کو دکھلایا۔ جس میں ان کو نہ ماننے والوں کی تکفیر تک تھی۔ اس وقت یہ خیال پیدا ہوا کہ آخر اس مذہب کی حقیقت کیا ہے ان کی کسی کتاب سے معلوم کرنا چاہئے۔ چنانچہ تلاش کرنے سے مرزا قادیانی کی تصنیف ''ازالۃ الاوہام'' ملی اور سرسری طور پر اس کو دیکھا گیا۔ مگر مرزا قادیانی کے فحوائے کلام سے معلوم ہوا کہ جب تک یہ کتاب پوری نہ دیکھی جائے ان کے مذہب کی حقیقت اور ان کا مقصود معلوم نہ ہوگا۔ اس لئے اوّل سے آخر تک اس کو پھر دیکھا اس سے کئی باتیں معلوم ہوئی۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرزا قادیانی بڑے عالی خاندان شخص ہیں۔ مختصر حال ان کے خاندان کا یہ ہے کہ ان کے جداعلیٰ بابر بادشاہ کے وقت جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا۔ ثمر قند میں ایک جماعت کثیرہ لے کر دہلی آئے اور بہت سے دیہات بطور جاگیر ان کو دیئے گئے۔ آپ نے وہاں بہت بڑا قلعہ تیار کیا اور ایک ہزار فوج سوار اور پیادے کے ساتھ وہاں رہتے تھے۔ جب چغتائی سلطنت کمزور ہوئی۔ آپ نے ایک ملک پر قبضہ کر لیا اور توپخانہ وغیرہ فراہم کر کے بطور طوائف الملوک مستقل رئیس ہو گئے۔ مرزا گل محمد صاحب جو مرزا قادیانی کے پردادا ہیں انہوں نے سکھوں سے بڑے بڑے مقابلے کئے اور تن تنہا ہزار ہزار سکھوں کے مقابلے میں کامیاب ہوئے۔ مگر مسلمانوں کی بدقسمتی تھی کہ باوجود یہ کہ انہوں نے بہت کچھ کوششیں کیں کہ ایک وسیع ملک فتح کر کے اس کو دارالاسلام بنادیں مگر نہ ہوسکا۔ پھر ان کے فرزند مرزا عطاء محمد صاحب کے عہد ریاست میں سوائے قادیان اور چند دیہات کے تمام ملک قبضے سے نکل گیا اور آخر سکھوں کے جبر و تعدی سے اپنا مستقر بھی ان کو چھوڑنا پڑا۔ کئی روز کے

بعد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب (مرزا قادیانی) کے والد دوبارہ قادیان میں جا بسے اور گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے حصۂ جدی سے قادیان اور تین گاؤں ان کو ملے اور گورنر کے دربار میں ان کی نہایت عزت تھی۔ چنانچہ ان کی دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور غدر میں پچاس گھوڑے اپنی ذات سے خرید کر کے اور اچھے اچھے سوار مہیا کر کے پچاس سوار سے گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام بلکہ صاحبان ڈپٹی کمشنر اور کمشنران کے مکان پر آتے تھے۔ پھر ان تاریخی واقعات کو بیان کر کے مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ یہ خاندان ایک معزز خاندان ہے۔ جو شاہان سلف کے زمانے سے آج تک کسی قدر عزت موجود رکھتا ہے۔

اس تقریر سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی ایک اولوالعزم شخص خاندان سلطنت سے ہیں اور صرف ایک ہی پشت گذری ہے جو یہ دولت ہاتھ سے جاتی رہی۔ جس کی کمال درجے کی حسرت ہونی ایک لازمۂ بشری ہے۔ چونکہ متقضأ فطانت ذاتی کا یہی تھا کہ مجد موئل کی تجدید ہو اسلئے ایک نئی سلطنت کی انہوں نے بنیاد ڈالی۔

یہ بات قابل تسلیم ہے کہ شاہی خاندان کے خیالات خصوصاً ایسی حالت میں کہ طبیعت بھی وقار ہو اور ذہن کی رسائی بھی ضرورت سے زیادہ ہو کبھی گوارا نہیں کرسکتی کہ آدمی حالت موجود پر قناعت کرے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۲، باب هل يرشد المسلم اهل الكتاب او يعلمهم الكتاب) میں مروی ہے کہ جب ہدایت نامہ آنحضرت ﷺ کا ہرقل پادشاہ روم کو پہنچا تو اس نے ابوسفیان وغیرہ کو جو وہاں موجود تھے۔ بلا کر حضرتؐ کے بہت سے حالات دریافت کئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی سوال تھا کہ آپؐ کے اجداد میں کوئی بادشاہ بھی گذرا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں تو اس نے کہا میں یقین کرتا ہوں کہ وہ نبی ہیں۔ کیونکہ اگر ان کے اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ خیال کیا جاتا کہ اسلاف کی دولت زائل شدہ کے وہ طالب ہیں۔ یہ روایت بخاری میں کئی جگہ مذکور ہے۔

ازالۃ الاوہام جو ہزاروں صفحوں میں لکھی گئی ہے۔ اس میں صرف ایک ہی بحث ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور یہ خدمت میرے اتباع خصوصاً اولاد میں ہمیشہ رہے گی اور کل مباحث اس میں صرف اسی دعویٰ کے تمہیدات ولوازم ورفع موانع میں ہیں۔ اس کتاب کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کی پرزور طولانی تقریروں کا اثر بعض کمزور خوش اعتقادوں کی طبیعتوں پر ضرور پڑے گا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ چند مباحث جن پر مرزا قادیانی کی عیسویت کا مدار ہے لکھے جائیں۔ تاکہ اہل اسلام پر یہ منکشف ہو جائے کہ اس بات میں مرزا قادیانی نہ صرف مسلمانوں

سے بلکہ اسلام سے مخالفت کرر ہے ہیں۔

قبل بیان مقصود مرزا قادیانی کے ابتدائی خیالات تھوڑے سے لکھے جاتے ہیں۔ جو قابل غور وتوجہ ہیں۔ مرزا قادیانی جو کام کرر ہے ہیں یہ کوئی نیا کام نہیں بلکہ ابتدائے نشو ونما سے وہ ان کے پیش نظر ہے۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ص۹۵، خزائن ج۱ص۸۵) میں لکھتے ہیں۔

بہر مذہبے غور کردم بسے — شنیدم بدل حجت ہر کسے
بخواندم زہر ملتے دفترے — بدیدم زہر قوم دانشورے
ہم از کودکی سوئے ایں تاختم — دریں شغل خودرا بیندا ختم
جوانی ہمہ اندریں باختم — دل از غیر ایں کار پردا ختم

اوراس میں لکھتے ہیں ''میں سچ کہتا ہوں کہ اس تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور ہرایک مذہب کی کتاب دیانت اورامانت اورخوض وتدبیر سے دیکھی گئی تھی۔''

اس سے ظاہر ہے کہ لڑکپن سے مرزا قادیانی کو یہی شغل رہا کہ تمام مذاہب باطلہ کے اقوال واحوال پرانہوں نے نظر ڈالی اور تمام کتابوں کے مضامین کو از بر کیا اور عقلاء کے تدابیر وایجادات واختراعات میں غور وفکر کر کے ایک ایسا ملکہ بہم پہنچایا کہ کسی بات میں رکنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ پوری عمران کی اسی کام میں صرف ہوئی اور جس طرح اولیاء اللہ دل غیر خدا سے خالی کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنا دل غیر باطل یعنی حق سے خالی کیا۔ جس پران کا مصرعۂ موزون ذیل میں شہادت دے رہا ہے۔

دل از غیر این کار پردا ختم

پھر یہ ادّعاء کہ مرزا قادیانی نے ایک مدت دراز تک خلوت نشین رہ کر تصفیہ باطن حاصل کیا۔ چنانچہ فنافی اللہ اور فنافی الرسول وغیرہ مقامات کے حاصل ہونے کا دعویٰ خود بھی متعدد مقامات اورتصنیفات میں کرتے ہیں۔ ان تقریروں سے ظاہر ہے کہ وہ خلاف واقع ہے۔ اس لئے کہ جب پوری عمر مذاہب باطلہ کی کتابیں دیکھنے اور نئے دین کے اختراع کرنے میں گذری تو توجہ الی اللہ کا وقت ہی کب ملا اور ظاہر ہے کہ جب ایسے نقوش متضادہ لوح خاطر پر منقش اور مرتکز ہوں تو ممکن نہیں کہ تصفیہ قلب ہو سکے۔ جیسا کہ اولیاء اللہ کے کتب سے ظاہر ہے اور جب تک تصفیہ قلب نہ ہو قلب محل الہام وتجلیات نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ احیاء العلوم اور فتوح الغیب وغیرہ کتب قوم سے ظاہر ہے۔ غرض مرزا قادیانی عمر بھر اسی اختراعی مذہب کے الٹ پھیر میں لگے رہے۔ جس کا نقشہ براہین احمدیہ میں تیار کیا اور اب اس میں رنگ آمیزیاں کرر ہے ہیں۔

انہوں نے نئی بنیاداس طرح ڈالی کہ ایک کتاب مسمٰی بہ ”براہین احمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ“ لکھی۔ جس کے نام سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی حقیقت اس میں ثابت کی گئی اور اس کتاب کی ضرورت اس وجہ سے ثابت کی ”اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ عقل کو بری طور پر استعمال کرنے سے بہتوں کی مٹی پلید ہو رہی ہے...... ہمارے زمانے کی نئی روشنی (خاک برفرق ایں روشنی) نوآموزوں کی روحانی قوتوں کو افسردہ کر رہی ہے۔ ان کے دلوں میں بجائے خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم سما گئی ہے اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی ہادی بن بیٹھے ہیں...... سوفسطائی تقریروں نے نوآموزوں کے طبائع میں طرح طرح کی پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں...... ان کی طبیعتوں میں وہ بڑھتی جاتی ہیں اور وہ سعادت جو سادگی اور غربت اور صفائی باطنی میں ہے۔ ان کے مغرور دلوں سے جاتی رہی جن جن خیالات کو وہ سیکھے ہیں...... وہ اکثر ایسے ہیں جن سے لامذہبی کے وساوس پیدا کرنے والا اثر ان کے دلوں پر پڑ جاتا ہے...... اور فلسفی طبیعت کے آدمی بنتے ہیں...... اور نیز عیسائی دین ترقی کر رہا ہے۔ چنانچہ پادری ہٹ کر صاحب نے لکھا ہے کہ ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیوں کا ہندوستان میں پہنچ گیا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جو فساد دین کی بےخبری سے پھیلا ہے۔ اس کی اصلاح اشاعت علم دین ہی پر موقوف ہے۔ سو اسی مطلب کو پورا کرنے کے لئے ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو تالیفات کیا ہے۔ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائے گا۔ یہ کتاب طالبین حق کو ایک بشارت اور منکران اسلام پر حجت ہے۔“ (اشتہار ضروری ملحقہ، براہین احمدیہ ص د تا و، خزائن ج ا ص ۶۶ تا ۶۹)

اور براہین احمدیہ میں ایک اشتہار اس مضمون کا دیا کہ ”میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں۔ یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذاہب اور ملت کے جو حقانیت قرآن مجید اور نبوت محمد مصطفیٰ ﷺ سے منکر ہیں۔ اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی بحسب شرائط مندرجہ اس کو رد کرے تو اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دوں گا۔“ (دیباچہ براہین احمدیہ ص ۱۷ تا ۲۶، خزائن ج ا ص ۲۴ تا ۲۸)

ان تحریرات کے ظاہر کو دیکھ کر کون مسلمان ہوگا۔ جو مرزا قادیانی پر جان فدا کرنے کو آمادہ نہ ہو جائے۔

اور قرآن شریف کی بھی بہت سی تعریفیں اس میں کی ہیں۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ص ۱۱۰ حاشیہ، خزائن ج ا ص ۱۰۱) میں لکھتے ہیں کہ ”قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجے پر نازل ہوئی۔ پس انہیں معنوں سے شریعت فرقان مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں اور قرآن

شریف کے لئے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اس کے بعد اور کتاب بھی آئے کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ باقی نہیں۔'' اور (براہین احمدیہ ص۲۱۵ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۲۳۸) میں لکھتے ہیں کہ ''وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے۔'' اور (براہین احمدیہ ص۱۱۰ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۱۰۲) میں لکھتے ہیں کہ ''قرآن کا محرف اور مبدل ہونا محال ہے۔ کیونکہ لاکھوں مسلمان اس کے حافظ ہیں۔ ہزارہا اس کی تفسیریں ہیں پانچ وقت اس کی آیتیں نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔'' اور نبی کریم ﷺ کی مدح میں لکھتے ہیں۔ ''پس ثابت ہوا کہ آنحضرت حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔''

(براہین احمدیہ ص۱۱۱ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۱۰۳)

اور (براہین احمدیہ ص۵۰۸، خزائن ج۱ ص۶۰۶) میں لکھتے ہیں۔ ''جو اخلاق فاضلہ خاتم الانبیا ﷺ کا قرآن میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہزارہا درجے بڑھ کر ہے۔''

اور (براہین احمدیہ ص۳۰۱ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۳۴۹) میں لکھتے ہیں۔ ''ہاں ان (نعمتوں) کے حصول میں خاتم الرسل اور فخر الرسل کی بدرجہ کامل محبت بھی شرط ہے۔ تب بعد محبت نبی اللہ کے انسان ان نوروں سے بقدر استعداد خود حصہ پالیتا ہے'' پھر مسلمانوں کی بھی بہت کچھ تعریفیں کی ہیں۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ص۱۱۱ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۱۰۳،۱۰۲) میں لکھتے ہیں۔ ''مسلمانوں کا پھر شرک اختیار کرنا اس جہت سے ممتنعات سے ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس بارے میں بھی پیشین گوئی کر کے آپ فرمادیا ہے۔ ما یبدأ الباطل وما یعید ...... جب ان ایام میں کہ مسلمانوں کی تعداد بھی قلیل تھی تعلیم توحید میں کچھ تزلزل واقع نہیں ہوا بلکہ روز بروز ترقی ہوتی گئی تو اب کہ جماعت اس موحد قوم کی بیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ کیونکر تزلزل ممکن ہے۔'' اور لکھتے ہیں کہ ''عیسائی لوگ آسانی سے دوسرے مذہبوں کو ناممکنات ظاہر کر کے ان کے پیروؤں کو مذہب سے ہٹا سکتے ہیں۔ مگر محمدیوں کے ساتھ ایسا کرنا ان کے لئے ٹیڑھی لکیر ہے۔''

اہل اسلام نے جب دیکھا کہ مرزا قادیانی اسلام کے ایسے خیرخواہ ہیں کہ اپنی جائیداد تک راہ خدا میں مکفول کردی اور ایسی کتاب لکھی کہ جس کا جواب کسی دوسرے دین والے سے نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ان کے معتقد ہوگئے۔

اگرچہ اس کتاب کو لاجواب بنانے والی شروط کی جکڑ بندیاں ہیں۔ جن کو علماء جانتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہمارے دلائل کو نمبروار توڑے اور اس پر تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کردیں کہ ایفائے شرط جیسا کہ چاہئے تھا۔ ظہور میں آگیا اور اپنی کتاب کے دلائل معقولہ جیسے ہم نے پیش کئے پیش کریں یا اس کا خمس ورنہ بصراحت تحریر کرنا ہوگا کہ بوجہ ناکامل یا غیر معقول

ہونے کتاب کے اس شق کے پورا کرنے سے مجبور اور معذور رہے۔ پھر اس میں اقسام کے صنف بیان کئے اور یہ شرط لگائی کہ ہر صنف میں نصف یا ربع دلائل پیش کرنا ہوگا۔ غرض ایسے قیود وشروط اس میں لگائے کہ پینسٹھ صفحے کا اشتہار ہوگیا۔ ان شروط کے دیکھے کے بعد ممکن نہیں کہ کوئی شخص بتوقع انعام اس کے رد کا ارادہ کر سکے۔ اسی بھروسہ پر انہوں نے جائیداد مکفول کر کے مفت کرم داشتن کا مضمون پورا کیا۔ مگر جاہلوں میں تو نام آوری ہوگئی کہ مرزا قادیانی نے ایسی کتاب لکھی کہ آج تک نہیں لکھی گئی۔ اس لئے کہ غالباً کسی کتاب کے جواب پر اتنا انعام مقرر نہ ہوا ہوگا۔ مرزا قادیانی نے ایسے اعلیٰ درجے کی یہ تدبیر نکالی کہ جس کا جواب نہیں۔ تمام مسلمانوں میں ان کی اور ان کی کتاب کی ایسی مقبولیت ہوگئی کہ تین چار روپیہ کی قیمتی کتاب کو پچیس پچیس روپیہ دے کر لوگوں نے لے لیا اور امراء نے جو بطور انعام یا طبع کتاب کے لئے دیا وہ علیحدہ ہے۔

ہر چند مرزا قادیانی نے تصریح کی یہ کتاب صرف قرآن شریف اور نبی کریم ﷺ کی نبوت ثابت کرنے کی غرض سے لکھی گئی۔ مگر بحث نفس الہام اور مطلق نبوت کی چھیڑ دی۔ گویا روئے سخن آریہ اور برھمو سماج کی طرف ہے۔ جو منکر الہام ونبوت ہیں اور یہ ثابت کیا کہ عقل سے کچھ کام چل نہیں سکتا۔ جب تک وحی الٰہی نہ ہو، نہ واقعات گذشتہ معلوم ہو سکتے ہیں۔ نہ کیفیت حشر وغیرہ نہ مباحث آلہیات پھر یہ ثابت کیا کہ وحی قطعی چیز ہے۔ جس کا انکار ہو نہیں سکتا اور اس پر زور دیا کہ وحی اور الہام ایک ہی چیز ہے اور اس کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں ''کیا سرمایہ خدا کا خرچ ہوگیا۔ یا اس کے منہ پر مہر لگ گئی یا الہام بھیجنے سے عاجز ہوگیا'' اور رسالت میں بھی عام طور پر گفتگو کی کہ ''وہ ہر شخص کو مل نہیں سکتی بلکہ حسب قابلیت بعض افراد کو ملا کرتی ہے۔'' دیکھئے ابتدائی دعویٰ اثبات نبوت خاصہ اور کلام خاص یعنی قرآن شریف کا تھا اور ثابت یہ کیا کہ خاص خاص لوگوں کو نبوت ملا کرتی ہے اور ہمیشہ کے لئے وحی کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر اب ان کو یہ دعویٰ ہے کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے اور اپنے پر جو وحی ہوا کرتی ہے اور وہ لوگوں پر حجت ہے۔ یہ اسی تخم کا پھل ہے جو براہین میں بویا گیا تھا۔ پھر بہت سے الہام اس میں ذکر کئے ان میں بعض خوش کن جیسے ''وقت نزدیک رسید کہ پائے محمدیاں بر مینار بلند محکم افتاد، اور بعض غرض کتاب سے بے تعلق جیسے ''یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی ۰ وکذلک مننا علی یوسف لنصرف عنه السؤ یا احمد انا اعطیناك الکوثر ۰ محمد رسول اللّٰه والذین معه الآیه انا فتحنالك فتحا مبینا لیغفرلك اللّٰه ماتقدم من ذنبك وما تاخر'' (براہین احمدیہ ملخص ص ۲۳۸ تا ۲۴۲ خزائن ج ۱ ص ۲۶۵، ۲۶۸)

اور جس نبی کا نام الہام میں ذکر کیا ترجمے میں لکھا کہ اس سے مراد میں ہوں۔

چونکہ مرزا قادیانی نے آریہ وغیرہ کو مخاطب کیا تھا۔ اس لئے علماء نے خیال کیا کہ اسلام کی جانب سے اس وقت وہ برسر مقابلہ ہیں اور مبارزت کے وقت حریف پر رعب ہونے کی غرض سے اپنے افتخار اور الحرب خدعتہ کے لحاظ سے خلاف واقع بھی کچھ بیان کرنا شرعاً وعقلاً جائز ہے۔ اگر ان تدابیر سے خصم پر غلبہ ہو جائے اور وہ نفس الہام کو مان لے اور قرآن پر ایمان لائے تو ایک بڑا مقصود حاصل ہو جائے گا۔ رہی افراط وتفریط جو مرزا قادیانی کے کلام میں ہے اس کی اصلاح ہو رہے گی اور نیز مرزا قادیانی نے یہ طریقہ بھی اس میں اختیار کیا کہ الہاموں میں خوب ہی اپنی تعلیاں کر کے آخر میں لکھ دیا کہ یہ سب ہمارے نبی کریم ﷺ کے طفیل اور عنایت اور اتباع کے سبب سے ہے۔ جس سے مسلمانوں نے یہ خیال کر لیا کہ جب اتباع کی وجہ سے ایسے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں تو خود آنحضرت ﷺ کے کمالات کس درجے کے ہوں گے۔ غرض اس قسم کے اسباب سے کسی کو ان کے رد کی طرف توجہ نہ ہوئی اور انہوں نے دل کھول کے الہام لکھ ڈالے اور اپنے الہامی کارخانے کی بنیاد بخوبی قائم کر لی۔ اگرچہ یاعیسیٰ انی متوفیک کے الہام سے انہوں نے اپنا مقصود ظاہر کر دیا تھا کہ خدا نے مجھے عیسیٰ کہہ کر پکارا مگر لوگوں کو دھوکا یہ ہوا کہ محمد رسول اللہ وغیرہ بھی الہاموں میں شریک ہیں اور اس کے معنی خود وہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے مثلیت عامہ مراد ہے۔ جیسے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں ہے۔ پھر جب ان کو دعویٰ ہی نہیں تو جواب کی کیا ضرورت۔ ظاہری عبارتوں کو فضول یا لغو سمجھ کر علماء نے التفات نہ کیا۔

ہر چند براہین احمدیہ میں سب کچھ کہہ گئے۔ مگر اس ہوشیاری کے ساتھ کہ کسی کو رد کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے اور عیسویت کے دعوے سے تو ایسی تبری کی کہ کسی کے خیال میں بھی نہ آئے کہ آئندہ وہ اس کا دعویٰ کریں گے۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ص۵۰۵،۵۰۶ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۰۱،۶۰۲) میں لکھتے ہیں۔ الہام ”عسی ربکم ان یرحکم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للکافرین حصیرا“ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف واحسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی

آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا میں اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کریں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی سے نیست ونابود کردے گا اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے۔ یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق واحسان سے اتمام حجت کررہا ہے۔''

مرزا قادیانی نے اس الہام کے معنی میں صاف وصریح طور پر یہ بتلا دیا کہ عیسیٰ موعود آئندہ آنے والے ہیں اور میں عیسیٰ موعود نہیں ہوں۔ بلکہ بطور پیش خیمہ ہوں اور ان کی سواری نہایت کروفر سے آئے گی اور گمراہی کو وہ بالکل نیست ونابود کردیں گے۔ اب دیکھئے کہ براہین احمدیہ میں کیسے حزم واحتیاط سے کام لیا اور کس طرح پہلو بچا بچا کر گفتگو کی کہ کسی کو پتا ہی نہ لگے کہ آئندہ وہ کیا کرنے والے ہیں۔ پھر جب وہ کتاب تمام ہوگئی اور خالی الذہن علماء نے اس کی توثیق بھی کی اور بہت سے مسلمانوں نے ان کو اپنا مقتداء مان لیا۔ جس سے پورا اطمینان ان کو ہوگیا اور رقم کافی اس کتاب کی بدولت مل گئی۔ اس وقت آریہ وغیرہ کو چھوڑ کر مسلمانوں پر الٹ پڑے اور ان کو پکڑ لیا کہ تم سب نے میری کتاب کی توثیق کی ہے اور مجھے عیسیٰ موعود مان لیا ہے۔ آپ اگر انکار کروگے تو تم سب کافر ملعون بے دین دوزخی ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی آنکھ کھلی کہ یہ کیا ہوگیا۔ ہم نے تو براہین احمدیہ کو یہ سمجھا تھا کہ اس سے کافر مسلمان ہوں گے۔ نئی روشنی والے فلسفہ کی ظلمت سے نکل کر اپنے قدیم دین کی تصدیق کریں گے۔ مگر وہ تو مسلمانوں ہی کو کافر بنانے لگی۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ہماری وہ ساری خوشیاں اور انتظار کہ کفار پر حجت قائم ہوگئی۔ اب وہ مسلمان ہوئے جاتے ہیں اور پادری مسلمان ہوکر گورنمنٹ پر اثر ڈالدئے ہیں سب خاک میں مل گئے۔ ہزارہا روپیہ برباد گئے شیخ چلی سمجھے گئے اور ہوا یہ کہ الٹے ہم ہی کافر بنائے گئے۔ کیا اتنا روپیہ ہم نے اس واسطے خرچ کیا تھا کہ کافر بنائے جائیں۔ مگر اب کیا ہوتا ہے یہ مرزا قادیانی کا عقلی معجزہ تھا۔ جو بغیر اثر کئے رہ نہیں سکتا۔ کیونکہ آئندہ یہ بات معلوم ہوگی کہ عقلی معجزات کیسے قوی الاثر اور کم مدت میں پرزور اثر ڈالتے ہیں۔

جب مسلمانوں نے مرزا قادیانی سے پوچھا کہ حضرت آپ تو براہین احمدیہ میں تمام انبیاء کے مثیل تھے۔ جن میں ایک عیسیٰ بھی ہیں اور اس کی تصریح بھی کی تھی کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں عیسیٰ علیہ السلام بڑی شان وشوکت سے تشریف فرما ہوں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل وغیرہ ہونے کی تخصیص کیسی تو اس کے جواب میں (ازالۃ الاوہام ص۲۶۱، خزائن ج۳ ص۲۳۱) میں فرماتے ہیں کہ ''براہین احمدیہ میں صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر وہی مسیح ہے۔ جس کی اللہ ورسول نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے۔ ہاں اس بات کا انکار نہیں کہ شاید پیش گویوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی مسیح موعود بھی آئندہ پیدا ہو۔ مگر فرق اس وقت کے بیان میں اور براہین احمدیہ کے بیان میں صرف اس قدر ہے کہ اس وقت بباعث اجمال الہام کے اور نہ معلوم ہونے ہر ایک پہلو کے اجمالی طور پر لکھا گیا تھا اور اب مفصل طور پر لکھا گیا۔''

براہین کے الہام میں اجمال یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام خود آ کر گمراہی کے تخم کو نیست ونابود کردیں گے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسیح مر گئے اب نہ وہ آئیں گے اور نہ گمراہی کو مٹائیں گے اور ان کی جگہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس اجمال وتفصیل کا سمجھنا بھی ہر کسی کا کام نہیں۔ کیونکہ اجمال وتفصیل میں مطلب دونوں کا ایک ہی ہوا کرتا ہے اور یہاں تباین وتناقض ہے اور نیز (ازالۃ الاوہام ص۱۹۸، خزائن ج۳ ص۱۹۷،۱۹۶) میں لکھتے ہیں۔ ''میں نے براہین میں جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے وہ صرف ایک مشہور عقیدے کے لحاظ سے ہے۔ جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں۔ سو ظاہر اعتقاد کے لحاظ سے میں نے براہین میں لکھ دیا تھا کہ میں صرف مثیل موعود ہوں۔ یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے۔ صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے تھا۔ جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے۔ کیونکہ جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کرسکتے۔''

آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں ایک خاص الہام وان عدتم عدنا کا اس غرض سے بیان کیا تھا کہ اگر مرزا قادیانی کی بات لوگ نہ مانیں تو جب عیسیٰ علیہ السلام جلالی طور پر آئیں گے تو وہ لوگ معذب ہوں گے۔ معتقدین نے اس کو یہی سمجھا تھا کہ مثل دوسری

وحیوں کے مرزا قادیانی پر یہ وحی بھی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس وقت انہوں نے کوئی اشتباہ اس میں بیان نہیں کیا اور نہ یہ فرمایا تھا کہ میں اپنی طرف سے مقلدانہ بیان کرتا ہوں اور ازالۃ الاوہام میں فرماتے ہیں کہ وہ ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے لکھا تھا۔ یعنی وہ الہام ووحی نہ تھی۔ اگر فی الواقع وہ وحی تھی تو جو دعویٰ مرزا قادیانی اب کررہے ہیں کہ عیسیٰ مرگئے اور میں ہی مسیح موعود ہوں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ اپنے خدا کی تکذیب کررہے ہیں۔ جس نے پہلے وحی بھیجی تھی اور نیز ان کا یہ کہنا کہ میں نے اپنی طرف سے لکھ دیا تھا جھوٹ ثابت ہوگا۔ حالانکہ جھوٹ کہنے کو انہوں نے شرک لکھا ہے اور نیز یہ کہنا کہ ملہم اپنی خودی سے کچھ کہہ نہیں سکتا خلاف واقع ہے۔ اس لئے کہ ازالہ کی تقریر سے ثابت ہے کہ وہ الہام اپنی خودی سے بنالیا تھا اور اگر فی الواقع وہ الہام نہ تھا تو براہین احمدیہ میں اس کو الہاموں میں داخل کرنا خلاف واقع اور اس کے الہام ہونے کا دعویٰ جھوٹا تھا۔ غرض ان دونوں کتابوں سے ایک کتاب جھوٹی ضرور ثابت ہوتی ہے اور علیٰ سبیل البدلیت دونوں کتابیں ساقط الاعتبار ہوگئیں۔ جس سے مرزا قادیانی کے کل دعاوی قطعاً بے اعتبار ہوگئے۔

الحاصل جو ازالۃ الاوہام میں لکھتے ہیں کہ مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر جو براہین میں لکھا تھا وہ مشہور اعتقاد کے لحاظ سے تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ براہین میں یہ لحاظ رکھا گیا تھا کہ کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے۔ جس سے لوگوں کو توحش ہو اور مقصود فوت ہو جائے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کی بہت سی تعریفیں بھی کیں کہ قیامت تک وہ مشرک اور گمراہ نہیں ہوسکتے۔ تاکہ اس قسم کی ابلہ فریب چالوں سے جب وہ پورے طور سے اپنے دام میں آجائیں گے اور اپنے نامزد ہونے کی وجہ سے زوجیت متحقق ہو جائے گی تو خود ان کو دوسری طرف جانے سے حیا مانع ہوگی۔ کیونکہ (براہین احمدیہ ص۴۹۷ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۰) میں یہ الہام لکھتے ہیں کہ ''یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة'' یعنی اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع ہو رفیق ہے جنت میں۔ انتہیٰ!

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں سوائے عیسویت کے اور بہت سے امور کی بنیادیں ڈالیں جو مختصراً یہاں لکھی جاتی ہیں۔

۱...... اپنی ضرورت اس الہام سے ففهمنا ها ليلمان (براہین احمدیہ ص۵۶۲، خزائن ج۱ ص۶۷۰) جس کا مطلب یہ بتلایا کہ طریقہ حال کے لوگوں پر مشتبہ ہوگیا ہے اس عاجز سے پوچھ لیں۔

ابھی (براہین ص۱۱۰ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۱۰۱ وغیرہ) کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ شریعت

فرقانی مختتم اور مکمل ہے۔ کسی نئے الہام کی ضرورت نہیں اور مسلمان قیامت تک گمراہ اور متزلزل نہیں ہوسکتے۔ پھر مرزا قادیانی کی کیا ضرورت قرآن وحدیث سے جو طریقہ معلوم ہوا وہ تو ظاہر ہے۔ اب نیا طریقہ سوائے اس کے کہ مرزا قادیانی اپنی طرف سے ٹھہرائیں اور کیا ہوسکتا ہے۔ اگر وہ طریقہ دین سے خارج ہوگا تو باطل ہے اور اگر داخل ہوگا تو بہتر مذہب میں سے کوئی ایک مذہب ہوگا۔ پھر مرزا قادیانی کے اس طریقے کو بتلانے کی ضرورت ہی کیا اور اس مدت میں سوا ایک مسئلہ عیسویت یا اس کے لوازم ومناسبات کے کوئی تصنیف دیکھنے میں ہی نہ آئی۔ جس سے معلوم ہو کہ مقصود عیسویت سے کیا ہے اور اس میں کون سی تحقیقات کی گئی۔

۲...... وحی کا اپنے پر مستقل طور سے اترنا اس الہام سے ’’قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ ‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۱۱ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۱۱) یعنی اللہ نے فرمایا کہ کہو مجھ پر وحی اترتی ہے۔

۳...... جو وحی اترتی ہے اس کو امت میں رواج دینا اس الہام سے ’’واتل علیھم ما اوحی الیك من ربك ‘‘ (براہین احمدیہ ص۲۴۳ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۲۶۸، ۲۶۷) یعنی تجھ پر جو وحی تیرے رب کی طرف سے اترتی ہے۔ وہ ان کو پڑھ کر سنایا کر۔ مرزا قادیانی کی موت کا انتظار ہے مرتے ہی ان کے خلیفہ تمام وحی متلو کو جمع کر کے فرمائیں گے کہ جس طرح قرآن محمد ﷺ کی وفات کے بعد جمع ہوا۔ اسی طرح یہ نیا قرآن ان کے بعد جمع کیا گیا اور اس کا منکر کافر ہے۔ مسیلمہ کذاب چونکہ قتل کیا گیا اور اس کی امت بھی مقتول ومبذول ہوئی۔ اس لئے اس کا قرآن جس کو اس کی امت نے قبول کرلیا تھا باقی نہ رہا مگر مرزا قادیانی کا قرآن تعجب نہیں کہ باقی رہ جائے۔

۴...... اپنا کعبہ جدا اس الہام سے ’’فاتخذوا من مقام ابرھیم مصلی ‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۶۱ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۷۰) اور اس الہام سے ’’الم نجعل لك سھولة کل امر ببیت الفکر وبیت الذکر و من دخله کان آمنا ‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۵۸ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۶۶) یعنی جو ان کے گھر میں داخل ہو وہ امن والا ہے اور وہ مقام ابراہیم ہے۔ اس کو مصلیٰ بناؤ یہ دونوں آیتیں کعبہ کی شان میں اتری ہیں۔

اس الہام میں سہولت کا جو ذکر ہے درست ہے اس سے بڑھ کر کیا سہولت ہوگی کہ صدہا ہزارہا روپے صرف کر کے سفر کی مشقتیں اٹھا کر مکہ شریف کو جانا پڑتا تھا۔ جب مرزا قادیانی کا

گھر ہی کعبہ ٹھہر گیا تو وہ سب مشقتیں جاتی رہیں اور صرف زر کثیر کی ضرورت نہ رہی اسی وجہ سے نہ مرزا قادیانی نے حج کیا نہ اب اس کی ضرورت ہے اور ان کی امت کو یہ سہولت ہوگئی کہ دسمبر کی تعطیل میں جو معمولاً مجمع مریدوں کا قادیان میں ہوتا ہے۔ وہی اجتماع حج ہوا اور دسمبر ذی الحجہ قرار پایا جائے۔ ابراہہ[1] کے کعبہ کو وہ بات نصیب نہ ہوئی جو مرزا قادیانی کے کعبہ کو حاصل ہے اس لئے کہ وہ ایک ایسے زمانے میں بنا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت شریفہ اور ظہور حق کا زمانہ بہت قریب تھا۔ اس وجہ سے وہ تباہ ہوا مرزا قادیانی کا کعبہ ایسے زمانے میں بنا ہے کہ اس سے قیامت قریب ہے۔ جس کے آثار وعلامات میں ایسے چیزوں کا وقوع ضروری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کعبہ دیر پا رہے گا۔

۵...... خلافت الٰہی جو آدم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ اپنے لئے مقرر ہونا ذیل کے الہاموں سے ثابت کرتے ہیں یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة (براہین احمدیہ ص۴۹۷ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۰) اور (ازالۃ الاوہام ص۴۵۵، خزائن ج۳ ص۳۴۳) میں لکھتے ہیں کہ وہ آدم جس کا نام ابن مریم بھی ہے بغیر وسیلے ہاتھوں کے پیدا کیا جائے گا۔ اسی کی طرف وہ الہام اشارہ کر رہا ہے۔ جو براہین میں درج ہو چکا ہے۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم!

(براہین احمدیہ ص۴۹۲، خزائن ج۱ ص۵۸۵)

۶...... اپنے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت اس الہام سے اعمل ماشئت فانی قد غفرت لك (براہین احمدیہ ص۵۶۱، خزائن ج۱ ص۶۶۸) یعنی اب جو جی چاہے کر تیری سب گناہوں کی مغفرت میں نے کر دی۔

(بخاری شریف ج۲ ص۹۷۱) میں یہ حدیث موجود ہے کہ قیامت کے روز جب اہل محشر بغرض شفاعت انبیاء کے پاس جائیں گے تو وہ سب اپنے اپنے گناہوں کا ذکر کر کے کہیں گے کہ

---

[1] ابرہہ! بادشاہ حبشہ کے اس نائب کا نام ہے۔ جس نے خانہ کعبہ کی پرستش سے حسد کر کے یمن میں ایک بت خانہ بنوایا۔ جس کا نام اقلیس رکھا۔ بہت کچھ اس نے اس کی پرستش لوگوں سے کرانی چاہی۔ لیکن کسی نے بھی اس کی پوجا نہ کی۔ آخر کار خانہ خدا کے ڈھانے کی غرض سے ہاتھیوں کی ان گنت فوج بھیجی۔ جب وہ خدا کے گھر کے پاس پہنچی تو خدا کے حکم سے پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ امنڈ آئے اور ان پر کنکریوں کا منہ برسایا۔ جو کنکری جس آدمی یا ہاتھی کے سر پہنچی وہ وہیں سرد ہو گیا۔

آج محمد ﷺ کا کام ہے۔ اس لئے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت پہلے سے ہوچکی ہے۔ اس الہام کی ضرورت مرزا قادیانی کو بہت تھی اس لئے کہ پیشین گوئیوں میں انہوں نے بہت سی بدعنوانیاں کیں، داؤپیچ کئے، عہد شکنی کی، دھوکے دیئے، جھوٹ کہے، افتراء کیا، جھوٹی قسمیں کھائیں۔ غرض کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ جیسے رسالہ ''الہامات مرزا'' میں مذکور ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں بھی متفرق مقام سے معلوم ہوگا۔ باوجود ان حالات کے مرزا قادیانی کے امتیوں کے اعتقاد میں کوئی فرق نہ آیا۔ اس لئے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت تو پہلے ہی ہوچکی ہے۔

۷...... ان کے امتی جنتی ہونا اس الہام سے ''یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة نفخت فیك من لدنی روح الصدق '' (براہین احمدیہ ص۴۹۷،۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۰،۵۹۱) یعنی اے احمد تو اور تیری زوجہ جنت میں رہو میں نے تجھ میں صدق کی روح اپنی طرف سے پھونک دی اور روح سے مراد تابع اور رفیق بتلایا۔ اب مرزا قادیانی کی امت کو کس قدر خوشی ہوگی کہ وہ ام المومنین کے مقام میں ہوکر مرزا قادیانی کے ساتھ جنت میں عیش کرے گی۔ اگرچہ ظاہر الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی باغ میں اپنی زوجہ کے ساتھ رہنے کا ان کو حکم ہے۔ مگر چونکہ یہ سنا نہیں گیا کہ کسی باغ میں وہ اپنے امت کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے اس کا حکم مطلب یہی ہوگا کہ اس عالم میں ساری امت کے ساتھ جنت میں رہیں اور ممکن بھی ہے کہ اس عالم میں قلب ماہیت ہوکر مرد عورتیں بن جائیں۔ غرض حوصلہ افزائیاں ایسے ہی وعدوں سے ہوا کرتی ہیں۔

۸...... ان کی امت پر عذاب نہ ہونا اس الہام سے ''ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم '' (براہین احمدیہ ص۵۱۴، خزائن ج۱ ص۶۱۳) اور اس الہام سے ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمین '' (براہین احمدیہ ص۵۰۶، خزائن ج۱ ص۶۰۳) یعنی ہم نے تجھ کو عالمین کے واسطے رحمت بھیجی اور تو جس قوم میں ہے اس پر اللہ عذاب نہ کرے گا۔

۹...... مسیح کا اپنی اولاد میں ہونا اس الہام سے ''یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة '' (براہین احمدیہ ص۴۹۷، خزائن ج۱ ص۵۹۰) یعنی اے مریم تو اور تیرا زوج جنت میں رہو اور اس اجمال کی تفصیل (ازالۃ الاوہام ص۳۱۸، خزائن ج۳ ص۳۱۸) میں یوں کرتے ہیں کہ ''اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذات میں ہے۔ جس کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا گیا۔'' مقصود یہ کہ مسیحیت کا خاتمہ مرزا قادیانی پر ہونے والا نہیں ہے۔ یہ سلسلہ ان کی ذریت میں بھی جاری رہے گا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی تقریر

سے تو ظاہر ہے کہ مسیح موعود ان کی اولاد ہی میں ہوگا۔ کیونکہ (ازالۃ الاوہام ص۲۶۱، خزائن ج۳ ص۲۳۱) میں لکھتے ہیں کہ "اس بات کا انکار نہیں کہ شاید پیش گوئیوں کے ظاہر معنی کے لحاظ سے مسیح موعود آئندہ پیدا ہو۔" یہ مضمون کہ ذریت میں ان کے کوئی مسیح ہوگا۔ الہام کے اشارۃ النص سے نکالا گیا کہ جب مرزا قادیانی مریم ہوئے تو ابن مریم بھی کوئی ضرور ہوگا۔ یعنی مرزا قادیانی کا لڑکا اور عبارۃ النص سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی جنت میں کبھی مریم بنے رہیں گے اور کبھی آدم یعنی مرد اور عورت اور امت کبھی زوج ہوگی۔ کبھی زوجہ اس لئے کہ وہ زوج سے مراد تابع اور رفیق فرماتے ہیں۔ اگرچہ اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ لیکن بہرحال دونوں صورتیں ان کی امت کے لئے بشارت سے خالی نہیں۔

جب براہین احمدیہ میں لوگوں نے یہ الہام دیکھا ہوگا کہ حق تعالیٰ ان کو یا مریم فرماتا ہے تو کسی کو یہ خیال نہ آیا ہوگا کہ مرزا قادیانی آئندہ چل کے اس الہام سے سلسلہ عیسائیوں کا قائم کرلیں گے۔ غرض کسی نے اس کو مہمل سمجھا ہوگا اور کسی نے کسی قسم کی تاویل کر لی ہوگی۔ مگر مرزا قادیانی نے اس وقت اپنے دل کا بھید اور مقصود نہیں بتایا۔ اسی طرح اور الہاموں کا بھی حال سمجھ لیا جائے۔ مگر مرزا قادیانی نے ان تمام الہاموں کے مجموعے کو عیسویت کا دعویٰ کر کے ازالۃ الاوہام میں پیش کردیا کہ وہ سب اہل اسلام کے مقبولہ ہیں۔

ان تمام کارروائیوں کے بعد کیا عقلاً پھر یہ بات پوشیدہ رہے گی کہ براہین احمدیہ کس غرض سے تصنیف کی گئی تھی۔ علانیہ کہا جاتا ہے کہ وحی مستقل، کعبہ مستقل، خلافت الٰہی مستقل، مغفرت جملہ معاصی حاصل، ساری امت اپنی جنتی، غرض جتنے امور کلیہ مرغوبہ پیش نظر تھے سب اس میں طے کر دیئے گئے۔ ایک مدت تک مرزا قادیانی چپ چاپ طبیعتوں کا اندازہ کرتے ہوئے ہوشیاری سے قدم جماتے جاتے تھے اور ادھر لوگ اس غفلت میں کہ آخر الہام بھی مرتاض لوگوں پر ہوا ہی کرتے ہیں اور اس کا ظاہری معنوں پر حمل کرنا بھی ضروری نہیں۔ ممکن ہے کہ خواب کی سی کوئی تعبیر لی جائے۔ مگر مرزا قادیانی نے نبوت کے دعوے کے ساتھ جب وہ تمام دعوے شروع کر دیئے اس وقت لوگ چونکے اور جن کو خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تعلق باقی رکھنا منظور تھا وہ علیحدہ ہوگئے۔ یہی وجہ تھی کہ علماء نے جب تک دین کا فائدہ خیال کرتے تھے مصلحتاً ان کے الہاموں کی تکذیب نہیں کی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی (ازالۃ الاوہام ص۱۹۱، خزائن ج۳ ص۱۹۲،۱۹۳) میں لکھتے ہیں۔ "تعجب ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان تمام الہاموں کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل وجان مان چکے...... مگر ان کو بھی منکرانہ جوش دل میں

اٹھتا ہے۔‘‘ تعجب کی کوئی بات نہیں اس وقت یہ خیال جما ہوا تھا کہ مرزا قادیانی سچ مچ مسلمانوں کی طرف سے کفار کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ان الہاموں کو مصلحتاً دائرہ امکان میں داخل کر دیا۔ مگر وہ امکان ایسا ہے جیسے کروڑ سر کا آدمی پیدا ہونا ممکن ہے۔ جس کا بدل و جان ماننا ممکن نہیں۔ پھر جب مرزا قادیانی کا حال معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کے بلکہ اسلام کے دشمن ہیں۔ اس لئے ان کو بھی مثل تمام مسلمانوں کے انکار کا جوش پیدا ہو گیا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی کیا وجہ کہ باوجود ان تمام دعوؤں کے مرزا قادیانی نے نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں کیا اور اپنی نبوت و رسالت کو ظلی بتاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ یقین کیونکر کیا جائے کہ استقلال کا دعویٰ ان کے پیش نظر نہیں ہے۔ براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانے میں بھی تو کوئی دعویٰ نہ تھا۔ صرف تمہید ہی تمہید تھی۔ مگر جب موقع مل گیا تو وہ سب تمہیدات دعوؤں کی شکل میں آ گئے۔ اسی طرح بحسب ضرورت باقی دعوے بھی وقتاً فوقتاً ظہور میں آتے جائیں گے اور اس پر قرینہ بھی موجود ہے کہ ان تمام دعوؤں میں کہیں بھی ظلیت کا نام نہیں لیا گیا۔ چونکہ مقصود کامیابی ہے سو وہ لفظ طفیلیت کی بدولت ہو رہی ہے۔ اگر مستقل نبوت کا دعویٰ کریں تو اندیشہ لگا ہوا ہے کہ کہیں کل تمہیدات اور بنی بنائی بات بگڑ نہ جائے۔ کیونکہ اس پر کوئی مسلمان راضی نہ ہوگا کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی مستقل نبی ہو اور بظاہر یہ بھی ممکن نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرے فرقے والا ان کی نبوت کی تصدیق کرے۔ اس لئے کہ ایک مدت دراز سے اشتہارات اور کتب شائع کر رہے ہیں۔ مگر اب تک کوئی عیسائی یا ہندو قادیانی سنا نہیں گیا۔ یہ تو آخری زمانے والے مسلمانوں ہی کی قسمت ہے۔ جو جوق جوق کھنچے جاتے ہیں۔

غرض جب انہوں نے دیکھا کہ ایک بنی بنائی امت صرف لفظ طفیلی اور ظلی کہہ دینے سے اپنی امت ہو جاتی ہے تو اس لفظ کے کہنے سے کیا نقصان بلکہ اس قسم کے اور کئی الفاظ کہہ دیئے جائیں تو بھی کیا قباحت۔ اسی وجہ سے (ازالۃ الاوہام ص۱۳۷، خزائن ج۳ ص۱۷۰) میں لکھتے ہیں کہ ’’ایک لفظ قرآن کا کم وزائد نہیں ہوسکتا۔‘‘ اور (ازالۃ الاوہام ص۱۳۷، خزائن ج۳ ص۱۷۰) میں لکھتے ہیں کہ ’’کوئی ایسا الہام نہیں ہوسکتا جس سے قرآن میں تغیر ہو۔‘‘ اسی قسم کی اور عبارتیں بھی ہیں جن سے کمال درجے کا تدین نمایاں ہے۔ مگر چونکہ اغراض ذاتی ثابت کرنے میں اکثر قرآن وحدیث کی مخالفت کی ضرورت پڑتی تھی۔ اس لئے یہ قاعدہ قرار دیا جو (ازالۃ الاوہام ص۱۳۹، خزائن ج۳ ص۱۷۱) میں لکھا ہے کہ ’’کشف سے معانی قرآن نئے طور سے کھلتے ہیں تو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔‘‘